Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u12-v2.2(21)183-197
http://arjicc.com/index.php/arjicc

"نمازوں کے اوقات کا ذکر" تفسیر االاحکام القرآن للجصاص کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

"Description of prayers timings" A research study in the light of "Tafseer Al ahkamul AlQuran lljsas

Muhammad Islam Ghuni*
Dr. Manzoor Ahmad**

Abstract

Salah times are prayer times when Muslims perform Salah. The term is primarily used for the five daily prayers including the Friday prayer, which is normally Dhuhr prayer but on Fridays it is obligated to be prayed in a group. Muslims believe the salah times were taught by Allah to Muhammad. Prayer times are standard for Muslims in the world, especially the fajr prayer times. They depend on the condition of the Sun and geography. There are varying opinions regarding the exact salah times, the schools of Islamic thought differing in minor details. All schools of thought agree that any given prayer cannot be performed before its stipulated time.Muslims pray five times a day, with their prayers being known as Fajr (dawn), Dhuhr (aftermidday), Asr (afternoon), Maghrib (after sunset), Isha (nighttime), facing towards Mecca. The direction of prayer is called the qibla; the early Muslims initially prayed in the direction of Jerusalem before this was changed to Mecca in 624 CE, about a year after Muhammad's migration to Medina. The timing of the five prayers are fixed intervals defined by daily astronomical phenomena. For example, the Maghrib prayer can be performed at any time after sunset and before the disappearance of the red twilight from the west. In a mosque, the muezzin broadcasts the call to prayer at the beginning of each interval. Because the start and end times for prayers are related to the solar diurnal motion, they vary throughout the year and depend on the local latitude and longitude when expressed in local time. In modern times, various religious or scientific agencies in Muslim countries produce annual prayer timetables for each locality, and electronic clocks capable of calculating local prayer times have been created. In the past, some mosques employed astronomers called the muwaqqits who were responsible for regulating the prayer time using mathematical astronomy.

Keywords: Primarily, Geography, Disappearance, Twilight, Locality, Astronomy

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں امت محمد ﷺ میں پیدا کیا اور قرآن جیسی قیمتی الہامی کتاب سے ہمیں نوازا۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر نماز، روزہ، حج اور زکوۃ فرض کی ہے۔ جس کی ادائیگی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ایک مسلمان پر دن میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔قرآن وحدیث سے نماز کے فرض ہونے کے ثبوت موجود ہیں۔فجر کا وقت صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ صبح صادق سے مراد ایک روشنی ہے جو مشرق کی طرف سے اسکے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے۔ فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے ادا کرنی چاہیئے۔ظہر کا وقت ظہر اور جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ، سایہ

* PhD scholar, Department of Islamic studies & Arabic, Gumal University DI Khan.
Email: islamghuni@gmail.com
** Assistant Professor, Department of Islamic studies & Arabic, Gumal University DI Khan.

اصلی کے علاوہ دوچند ہو جائے۔ سایہ اصلی سے مراد وہ سایہ ہے جو ہر چیز کا عین زوال کے وقت ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور دو ڈھائی منٹ تک نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے یہ ہے سایہ اصلی۔ اسکے بعد یعنی زوال کے بعد سایہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جاتا ہے۔ تو ہمارے نزدیک ظہر کا وقت ہر چیز کا سایہ دوچند ہونے تک ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل وہ حدیث پاک ہے جس کو امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عن ابن عباس ان النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اَمّنی جبرئیل عند البیت مرتین. آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبرئیل نے بیت اللہ شریف میں دو مرتبہ جماعت کرائی۔ پہلی دفعہ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک چند تھا۔ دوسری دفعہ اس وقت جماعت کرائی جب ہر چیز کا سایہ دوچند ہو گیا تھا۔ افضل یہ ہے کہ ظہر سایہ ایک چند ہونے سے پہلے ادا کی جائے اور عصر دوچند ہونے کے بعد ادا کی جائے۔ اس حدیث پاک میں واضح فرمایا کہ دوسری دفعہ دوچند سایہ پر جماعت کرائی۔ تو ہمارے احناف کے نزدیک سایہ دوچند ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہوتا ہے۔ باقی نمازوں میں اتنا اختلاف نہیں ہے۔ سورج غروب ہونے پر عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا شروع ہو جاتا ہے۔ سورج ڈوبنے کے بعد جنوباً اور شمالاً جو سفیدی ہوتی ہے اسکے ختم ہوتے ہی مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشاء کا شروع ہو جاتا ہے۔ مغرب کا وقت ایک گھنٹہ 18،20 منٹ ہوتا ہے۔ اور طلوع فجر تک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔

اوقات نماز کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے (ان الصلوة كانت علي المؤمنين كتبا موقوتا)([1]) نماز کو پابندی کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے بھی اسی طرح اوقات ہیں جس طرح حج کے اوقات ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور عطیہ کا قول ہے کہ (مَّوْقُوْتًا) کے معنیٰ مفروضا کے ہیں یعنی فرض شدہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نماز کے قسط وار اوقات ہیں کہ جب ایک قسط گزر جاتی ہے تو دوسری قسط آ جاتی ہے۔ زید بن اسلم سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ فرض اور اس کے اوقات کے ایجاب پر مشتمل ہے اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ (كتبا) کے معنیٰ فرض کے ہیں اور (موقوتا) کا مفہوم یہ ہے کہ نماز معلوم و معین اوقات میں فرض کی گئی ہے۔ اس آیت میں اوقات نماز کا ذکر اجمالا ہوا ہے لیکن دوسرے مواقع پر ان اوقات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے البتہ ان اوقات کے اوائل و اواخر کی تحدید نہیں کی گئی لیکن حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے حدود اور مقادیر بیان کر دیے گئے ہیں۔ کتاب اللہ میں جن اوقات کا ذکر اجمالا ہوا ہے ان میں ایک یہ آیت ہے سورج کے ڈھل جانے سے لے کر رات کی ابتدا تک نماز قائم کرو۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (أقم الصلاة لدلوك الشمس)([2]) کے معنیٰ ہیں جب سورج وسط آسمان سے ڈھل جائے یہ ظہر کی نماز کے لیے وقت ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورج ڈھل جانے کو (لدلوك) کہتے ہیں۔ ابو وائل نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غروب آفتاب کو دلوک کہتے ہیں۔ ابو عبد الرحمن سلمی سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

جب ان حضرات نے دلوک کے دو معنٰی لیے ہیں ایک زوال آفتاب اور دوسرے غروب آفتاب تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لفظ میں ان دونوں معنوں کا احتمال موجود ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرات سلف اس سے کبھی یہ معانی مراد نہ لیتے۔ لغت میں دلوک کے معنٰی میل یعنی جھکاؤ کے ہیں، اسی لیے دلوک شمس کے معنٰی سورج کا میلان یا جھکاؤ ہے۔

سورج کبھی ڈھلنے کی صورت میں جھک جاتا ہے اور کبھی غروب کی صورت میں۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سورج کا جھکاؤ یا ڈھل جانا وقت کی ابتدا ہے اور رات کا ظاہر ہو جانا وقت کی انتہا اور اس کی غایت ہے۔ اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (لدلوك الشمس إلى غسق الليل) حرف الی غایت کے معنٰی ادا کرتا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ ظہر کا وقت رات کے ظہور کے ساتھ متصل نہیں ہوتا، کیونکہ ان دونوں کے درمیان عصر کا وقت ہوتا ہے اس لیے زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہاں دلوک سے غروب مراد ہے اور (غسق الليل) سے مراد تاریکی کا اکٹھا ہو جانا ہے اس لیے کہ مغرب کا وقت رات کی ظلمت کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور اس پر اس کی انتہا ہوتی ہے۔ تاہم اس کے باوجود زوال شمس کے معنٰی کا احتمال اپنی جگہ باقی ہے اسی لیے زوال شمس سے رات کے ظہور تک ان نمازوں ظہر، عصر اور مغرب کے اوقات ہیں۔ اس سے یہ مفہوم اخذ ہو سکے گا کہ زوال شمس سے ظہور لیل تک کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوگا۔ اس طرح اس میں ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں داخل ہو جائیں گی۔

لیث نے مجاہد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے دلوک شمس سے غسق اللیل کا عرصہ وہ ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور پھر چلتے چلتے غروب ہو جائے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے دلوک شمس سے غسق اللیل کا عرصہ وہ ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے اور اس کے بعد شفق کی سرخی بھی ختم ہو جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مروی بھی مروی ہے کہ ایک دن جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ غسق اللیل ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غسق اللیل کے معنٰی سورج کا چھپ جانا ہے (3)۔ حسن کا قول ہے کہ غسق اللیل مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ غسق اللیل نماز عشا کا نام ہے۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ غسق اللیل نصف شب کا نام ہے۔ امام مالک نے داؤد بن الحصین سے روایت کی ہے، انہیں کسی بتانے والے نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنائی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے غسق اللیل سے مراد رات کا اکٹھا ہو جانا اور اس کی تاریکی کا چھا جانا ہے۔ اس آیت میں اوقات نماز کے سلسلے میں یہ تمام احتمالات موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل) دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو۔ عمرو بن الحسن سے (طَرَفِيِ النَّهَارِ) کے متعلق روایت ہے کہ اول طرف سے فجر اور دوسری سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور وزلفا من الليل) سے مغرب اور عشا کی نمازیں مراد ہیں۔ اس قول کے مطابق یہ آیت پانچوں نمازوں کے اوقات پر مشتمل ہے۔ یونس نے حسن سے (طرفي النهار) کے متعلق روایت کیا ہے کہ اس سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں۔ لیث نے الحکم سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نماز کے تمام اوقات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(فسبحان اللہ حین تمسون)(الروم:17)اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو۔اس میں مغرب اور عشاء کے اوقات کا ذکر ہے۔(وحین تصبحون)اور جب تم صبح کرو۔اس میں فجر کی نماز کا وقت ہے۔(وعشیا)کا مطلب ہے دن کے آخری حصے میں۔اس میں عصر کی نماز کا وقت مذکور ہے۔(وحین تظھرون)اور جب تم دوپہر میں داخل ہو۔اس میں ظہر کی نماز کا وقت مذکور ہے۔حسن سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ ابورزین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ(وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب)([4])طلوع وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کی تسبیح کرو، میں فرض نماز مراد ہے۔نیز کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ(وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن آناء اللیل فسبح وأطراف النھار لعلك ترضی)([5])اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے رہو حمد کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اور اوقات شب میں بھی تسبیح کرو اور دن کے بھی اول وآخر میں تاکہ تم خوش رہو۔اور یہ آیت نمازوں کے اوقات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے معراج کی حدیث میں حضور ﷺ سے روایت کی ہے آپ کو اس موقع پر پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا تھا پھر آپ باری تعالیٰ سے ان کی تعداد میں تخفیف کی استدعا کرتے رہے حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں([6])۔

فجر کی نماز کا وقت:

فجر کی نماز کے وقت کی ابتدا میں کسی کا اختلاف نہیں ہے،اس کی ابتدا فجر ثانی یعنی صبح صادق کے طلوع کے ساتھ ہو جاتی ہے، صبح صادق کی روشنی افق میں عرضاً پھیلتی ہے۔سلیمان التیمی نے ابو عثمان النہدی سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے مجر اس طرح نہیں ہوتی، یہ کہتے ہوئے آپ نے مٹھی بند کرلی، جب تک کہ اس طرح نہ ہو جائے، یہ کہتے ہوئے آپ نے انگشت شہادت اور اس کی ساتھ والی انگلی دونوں کو پھیلا دیا([7])۔ قیس بن طلق نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ پیو اور تمہیں افق میں عموداً ظاہر ہونے والی روشنی گھبراہٹ میں نہ ڈالے،اس لیے سحری کے طور پر کھانا پینا جاری رکھو حتیٰ کہ افق پر عرضاً سرخی ظاہر ہو جائے([8])۔سفیان نے عطاء سے،انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، فجر کی دو قسمیں ہیں ایک وہ فجر ہے جس میں روزہ رکھنے والے کے لیے ابھی کھانا پینا حلال ہوتا ہے لیکن نماز حرام ہوتی ہے اور ایک فجر وہ ہے جس میں نماز حلال ہوتی ہیں اور کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔نافع بن جبیر نے حدیث مواقیت میں حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بیت اللہ کے پاس نماز پڑھائی تھی۔پہلے دن فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب صبح روشن ہو گئی تھی اور روزہ دار کے لیے کھانا پینا ممنوع ہو گیا تھا۔یہ فجر کا اول وقت تھا۔اس کے متعلق حضور ﷺ سے تواتر کے ساتھ روایات منقول ہیں اور فقہائے امصار بھی اس پر متفق ہیں۔فجر کی نماز کا آخری وقت تمام فقہا کے نزدیک طلوع آفتاب تک ہے۔ابن القاسم نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ صبح کی نماز کا وقت وہ ہے جب اندھیرا چھایا ہوا ہو اور ستارے جھرمٹوں کی شکل میں نظر آرہے ہوں۔اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب صبح کی روشنی پھیل جائے۔امام مالک کے اس قول میں یہ احتمال ہے کہ شاید آپ نے مستحب وقت کا ذکر کیا ہو اور اسفار(روشنی پھیل جانے کے بعد)تک

تاخیر کو مکروہ سمجھا ہو۔ آپ کا یہ قول اس پر محمول نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی شخص فجر کی نماز کی ادائی کو صبح کی روشنی پھیل جانے کے بعد تک اور طلوع آفتاب سے قبل تک مؤخر کر دے تو اس کی نماز فوت ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تک طلوع آفتاب نہ ہو جائے فجر کا وقت باقی رہتا ہے۔ اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، ہر نماز کے وقت نماز کا اول و آخر ہوتا ہے فجر کی نماز کے وقت کا اول وہ گھڑی ہوتی ہے جب فجر طلوع ہو جائے اور آخر وقت وہ گھڑی ہوتی ہے جب سورج طلوع ہو جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، جس شخص نے سورج طلوع ہونے سے قبل فجر کی ایک رکعت پالی اس نے نے گویا فجر کی نماز پالی[9]۔ حضور ﷺ نے فجر کے وقت کی اس مقدار کو پالینے والے کو پوری نماز پالینے والا قرار دیا مثلاً اس وقت حائضہ حیض سے پاک ہو جائے، بچہ بالغ ہو جائے اور کافر مسلمان ہو جائے تو اسے فجر کی نماز ادا کرنی ہو گی۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ طلوع شمس تک فجر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت:

ظہر کے وقت کی ابتدا سورج ڈھلنے کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اہل علم کا اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (وعشیا وحین تظهرون)[10] بعد زوال بھی اور ظہر کے وقت بھی۔ نیز فرمایا، (أقم الصلاة لدلوك الشمس) سورج ڈھلنے پر نماز قائم کرو۔ اس طرح یہ آیت ظہر اور مغرب کی نمازوں کی ادائی کے حکم پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں دونوں نمازوں کے وقت کی ابتدا کا بھی بیان ہے۔ سنت کی جہت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ اسلمی، رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے اوقات نماز کے ذکر پر مشتمل روایات موجود ہیں۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے اس وقت پڑھائی تھی جب سورج ڈھل گیا تھا۔ ان میں سے ایک روایت میں ابتدا کا لفظ بھی حضور ﷺ سے منقول ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، ظہر کے وقت کا اول یعنی اس کے وقت کی ابتدا اس گھڑی ہوتی ہے جب سورج ڈھل جائے[11]۔

ظہر کا انتہائی وقت:

امام ابو حنیفہ سے اس بارے میں تین روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب ہر چیز کا سایہ اس کے دوچند سے کم ہو۔ دوسری روایت کے بموجب جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے یہ حسن بن زیادہ کی روایت ہے۔ تیسری روایت میں ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے دوچند ہو جائے یہ کتب اصول کی روایت ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، زفر، حسن بن زیادہ، حسن بن صالح، سفیان ثوری اور امام شافعی کا قول ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے۔ امام مالک سے منقول ہے کہ ظہر اور عصر کا وقت غروب شمس تک رہتا ہے۔ ظہر کے آخر وقت کے

بارے میں جو لوگ سایہ کے دوچند ہونے کے قائل ہیں ان کی طرف سے ظاہر ارشاد باری تعالیٰ (وأقم الصلاة طرفي النهار) سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ آیت دو مثل یعنی دوچند سایہ ہو جانے کے بعد عصر کی نماز کی ادائی کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لیے کہ وقت جس قدر غروب آفتاب سے قریب ہوتا جائے گا اسی قدر اس پر طرف کے اسم کا اطلاق اولی ہوتا جائے گا اور جب عصر کا وقت مثلین سے شروع ہو گا تو اس سے پہلے کا وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گا کیونکہ اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ظہر کے وقت کی ابتداز وال شمس کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کا آخر وقت وہ ہوتا ہے جب عصر کا وقت آجائے (12)۔

ارشاد باری تعالیٰ (أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل) سورج ڈھلنے پر نماز قائم کرورات کے اندھیرے کے چھا جانے تک۔ کے ظاہر سے بھی اس قول کے حق میں دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ کہ دلوک کے اسم میں سورج کے معنیٰ کا بھی احتمال ہے۔ اگر اس سے یہی معنی مراد ہو تو ظاہر ارشاد باری تعالیٰ اس بات کا تقاضا کرے گا کہ اس میں غروب آفتاب تک کا وقت مراد لیا جائے۔ تاہم یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مثلین کے بعد ظہر کا وقت باقی نہیں رہتا اس لیے ظاہر آیت کی بنا پر مثلین تک ظہر کے وقت کا ثبوت واجب ہو گیا۔ سنت کی جہت سے اس قول کے حق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری اجل یعنی مدت تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں کی مدتوں کے مقابلے میں اتنی ہے، جتنی عصر کی نماز سے لے غروب آفتاب کے درمیانی عرصے کی مدت ہے۔ تمہاری اور تم سے پہلے گزر جانے والی دو اہل کتاب امتوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدور کرائے پر لیے ہوں۔ اس نے ان مزدوروں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو صبح سے لے کر دوپہر تک ایک قیراط (ایک دینار کے دسویں حصے کے آدھا) کی اجرت پر کام کرے گا۔ یہودیوں کو اس عدصے میں کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر اس شخص نے یہ کہا کہ دوپہر سے لے کر عصر تک ایک قیراط کی اجرت پر کام کرنے کے لیے کون تیار ہے؟ عیسائیوں کو اس کا موقع دیا گیا۔ پھر اس شخص نے یہ پوچھا کہ عصر سے لے کر مغرب تک دو قیراط کی اجرت پر کون کام کرے گا؟ یہ عرصہ تمہیں یعنی مسلمانوں کو کام کرنے کے لیے ملا۔ اس پر دیہود و نصاریٰ غضب ناک ہو گئے اور اس شخص سے کہنے لگے کہ ہمارے کام کی مدت زیادہ لیکن مزدوری کم ہے۔ اس پر اس شخص نے پوچھا، یہ بتاؤ تمہاری مقررہ اجرت میں کوئی کمی کی گئی ہے؟ انہوں نے نفی میں اس کا جواب دیا۔ وہ شخص کہنے لگا، یہ میری مہربانی اور میرا فضل ہے جسے چاہوں دے دوں۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ ک رشاد ہے "میری بعثت اس وقت ہوئی جب قیامت آنے میں اتنی مدت رہ گئی جتنی یہ دونوں انگلیاں ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی یکجا کر دیا۔ (13) ایک اور روایت میں ہے "جس طرح اس انگلی اور اس انگلی میں فرق ہے"۔

آپ ﷺ نے اس روایت میں یہ اطلاع دی ہے کہ دنیا کی مدت کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ اس قدر ہے جس قدر شہادت کی انگلی درمیانی سے چھوٹی ہے۔ یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عصر کا وقت مثلین کے بعد شروع ہوتا ہے۔

نماز عصر کا وقت:

اسامہ بن زید کی روایت میں ہے جو انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عروہ سے انہوں نے بشیر بن ابو مسعود سے اور انہوں اپنے والد سے۔ کہ حضور ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج سفید اور بلند ہوتا، یعنی سورج کی چمک پوری طرح موجود ہوتی، نماز سے فارغ ہو کر ایک شخص غروب آفتاب سے پہلے چھ میل سفر کر کے ذوالحلیفہ پہنچ جاتا تھا(14)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ اس وقت عصر کی نماز سے فارغ ہو جاتے جب سورج ابھی ان کے حجرے میں ہوتا یعنی حجرے میں ابھی دھوپ موجود ہوتی اور سایہ پڑنا شروع نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ کے الفاظ ہیں کہ ابھی سایہ واپس نہیں ہوتا(15)۔ ان روایات میں عصر کے وقت کی تحدید کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ ان روایات میں عوالی مدینہ اور ذوالحلیفہ تک سفر کا جو ذکر موجود ہے اس سے وقت کی کوئی متعین مقدار معلوم نہیں ہو سکتی، کیونکہ سفر میں جتنا وقت لگتا ہے اس کا انحصار تیز رفتاری اور ست رفتاری پر ہوتا ہے۔ شیخ ابوالحسن حضور ﷺ کے ارشاد، کہ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دراصل جہنم کی بھڑاس اور اس کا جوش ہے سے یہ استدلال کرتے تھے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ظہر کا وقت تب تک ہے جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے۔ ایک قول ہے کہ اس میں مغرب کی نماز کا وقت بیان ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، وغیرہ ہم کے واسطے سے اوقات صلاۃ کی جو روایتیں حضور ﷺ سے مروی ہے ان میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں دن مغرب کی نماز اس وقت ادا کی تھی جب سورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے روز عصر کی نماز اس وقت پڑھی تھی جب کہ سورج سفید اور بلند تھا۔ یعنی سورج کی پوری چمک باقی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ عصر کی نماز پڑھا دیتے اور اس کے بعد عوالی کی طرف جانے والا چلا جاتا تو دیکھتا کہ ان لوگوں نے ابھی تک عصر کی نماز ادا نہیں کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے "حضور ﷺ اس وقت عصر کی نماز سے فارغ ہو جاتے جب سورج ابھی ان کے حجرے میں ہوتا یعنی حجرے میں ابھی دھوپ موجود ہوتی اور سایہ پڑھنا ابھی شروع نہ ہوتا(16)۔ ان روایات میں عصر کے وقت کی تحدید کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ ان روایات میں عولی مدینہ اور ذوالحلیفہ تک سفر کا جو ذکر ہے اس سے وقت کی کوئی متعین مقدار معلوم نہیں ہو سکتی، کیونکہ سفر میں جتنا وقت لگتا ہے اس کا انحصار تیر رفتاری اور سست رفتاری پر ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ ابوالحسن حضور ﷺ کے ارشاد ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دراصل جہنم کی بھڑاس اور اس کا جواش ہے۔ سے یہ استدلال کرتے تھے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت ہوتا ہے۔ کیونکہ ابراد (ٹھنڈا کر دینا) ایک مثل کے وقت نہیں ہوتا بلکہ گرمیوں میں تپش کی انتہا اس وقت ہوتی ہیں جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہوتا ہے۔ جو لوگ ایک مژل کے قائل ہیں وہ اس بات کا جواب یوں دیتے ہیں کہ

حضور ﷺ زوال کے بعد دوپہر کی گرمی میں ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور اس وقت سایہ اصلی بہت کم ہوتا ہے۔ چنانچہ جماعت کی صورت میں بعض صحابہ کرام کو دھوپ میں کھڑا ہونا پڑتا اور بعض کو دھوپ سے بالکل قریب کھڑا ہونا پڑتا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کو دھوپ کی تیزی کی شکایت کی لیکن آپ نے ہماری شکایت دور نہیں کی پھر فرمایا، آپ نے لوگوں کو ظہر کی نماز ہر چیز کے سائے کے پلٹ جانے کے بعد پڑھنے کو حکم دیا۔ جو لوگ ایک مثل کے قائل ہیں ان کے نزدیک ابراد کا یہی مفہوم ہے جس کا حکم حضور ﷺ نے درج بالا حدیث میں لوگوں کو دیا تھا۔ امام مالک سے جو بات مروی ہے کہ ظہر اور عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے اس کی تردید ان تمام روایات سے ہوتی ہے جو اوقات نماز کے سلسلے میں مروی ہے اس لیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ وغیرہم کی روایات کی رو سے حضور ﷺ نے دونوں دنوں میں نمازیں اول اور آخر وقتوں میں ادا کی تھیں۔ پھر فرمایا تھا، ان دونوں وقتوں کے درمیان نمازوں کے اوقات ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا، ظہر کا وقت تب تک ہے جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے(17)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہے(واخر وقت الظهر حين يدخل وقت العصر)اس لیے کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ عصر کے وقت کو ظہر کے لیے بھی وقت قرار دے جبکہ حضور ﷺ نے یہ واضح فرمادیا کہ ظہر کا آخری وقت اس گھڑی میں ہوتا ہے جس گھڑی میں عصر کا وقت داخل ہوتا ہے۔ لوگوں نے حضور ﷺ سے یہ اوقات عملا اور قولا نقل کیے ہیں جس طرح انہوں نے آپ ﷺ سے فجر، عشاء اور مغرب کے اوقات نقل کیے ہیں اور آپ ﷺ کی ہدایت اور رہنمائی کی روشنی میں لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہر نماز ایک وقت کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ وقت کسی اور نماز کا وقت نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے ابو قتادہ کی روایت میں فرمایا،(التفريط على من لم يصل الصلاة حتى يجيئ وقت الاخر)اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ کسی عذر کے بغیر اگر کوئی شخص ظہر کی نماز نہیں ادا کرے گا حتیٰ کہ عصر کا وقت داخل ہو جائے تو وہ کوتاہی کرنے والا کہلائے گا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ظہر کے لیے اپنا مخصوص وقت ہے اور اسی طرح عصر کے لیے بھی، اور ہر ایک کے لیے مخصوص وقت دوسرے کے وقت سے مختلف اور الگ ہے، اور اگر اگر زوال شمس سے لے کر غروب آفتاب تک کے اوقات دونوں نمازوں کے اوقات ہوتے تو پھر اس بات کا جواز ہوتا کہ ایک شخص کسی عذر کے بغیر ظہر کے وقت میں عصر کی نماز بھی ادا کرلے۔ جب ظہر اور عصر کی نماز کی ایک ساتھ ادائی کے لیے صرف میدان عرفات کو خصوصیت حاصل ہے اور اس کے سوا کسی عذر کے بغیر ان دونوں نمازوں کو اکٹھا کرنے کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں میں سے ہر نماز اپنے وقت کے ساتھ مخصوص اور دوسرے سے الگ ہے۔ تاہم فقہا کے اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ ظہر اور عصر کے وقتوں کے درمیان ان کے سوا کسی اور نماز کے وقت کا واسطہ نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ سے یہ شاذ روایت ہے کہ ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس چیز کی قامت کے دوچند سے کچھ کم ہو اور عصر

کا اول وقت وہ ہے کہ جب سایہ دوچند ہو جائے۔ یہ روایات ان آثار کے بھی خلاف ہے جو اس طرف راہنمائی کرتے ہیں کہ جب تک عصر کا وقت نہ آجائے اس وقت تک ظہر کا وقت ہوتا ہے، بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب عصر داخل ہو جائے۔ ابو قتادہ کی حدیث میں حضور ﷺ کا جو ارشاد منقول ہوا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ نماز میں تفریط اور کوتاہی یہ ہے کہ ایک شخص کسی نماز کی ادائی کے بغیر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ امام ابو حنیفہ کا صحیح مذہب یا تو مثلین ہے یا ایک مثل ہے نیز یہ کہ عصر داخل ہوتے ہی ظہر کا وقت نکل جاتا ہے۔ فقہاے امصار کا اس پر اتفاق ہے کہ عصر کا آخری وقت غروب آفتاب ہے۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ عصر کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب سورج میں زردی آجائے۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں حضور ﷺ نے غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

مغرب کی نماز کا وقت:

غروب آفتاب کے ساتھ مغرب کے وقت کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ اس میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ (أقم الصلاة لدلوك الشمس) دلوک سے غروب آفتاب مراد ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے (وزلفا من الليل) اس سے مراد رات کا وہ حصہ ہے جو دن کے وقت سے قریب ہوتا ہے۔ یہی مغرب کے وقت کی ابتدا ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے (فسبحان الله حين تمسون)۔ ایک قول ہے کہ اس میں مغرب کی نماز کا وقت بیان ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ وغیرہم کے واسطے سے اوقات صلاۃ کی جو روایتیں حضور ﷺ سے مروی ہیں ان میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں دن مغرب کی نماز اس وقت ادا کی تھی جب سورج غروب ہو چکا تھا([18])۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہا کا قول ہے ہم حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج پردوں میں چھپ جاتا ہے۔ شاذ قسم کے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مغرب کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب ستارہ طلوع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ان لوگوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو ابو تمیم الجیشانی نے حضرت ابو بصرہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، حضور ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور پھر فرمایا، تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں پر بھی یہ نماز پیش کی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا تھا۔ اس لیے تم میں سے جو شخص اس نماز کی حفاظت کرے گا اسے دوگنا اجر ملے گا اسے دوگنا اجر ملے گا۔ اس نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ شاہد طلوع ہو جائے۔ شاہد سے مراد ستارہ ہے۔ یہ ایک شاذ روایت ہے، اسے مغرب کے وقت کی ابتدا کے متعلق حضور ﷺ سے مروی اخبار متواترہ کے مقابلے میں نہیں لایا جاسکتا جن کا مفہوم یہ ہے کہ غروب آفتاب کے ساتھ مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اس کی روایت موجود ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ حضرت ابو بصرہ کی روایت جس میں شاہد ستارے کے طلوع ہو جانے کا ذکر

ہے۔اس میں یہ امکان موجود ہے کہ وہ بھی مذکورہ روایات کی مخالفت نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ بعض اوقات ستارہ غروب شمس کے بعد تاریکی گہری ہونے سے قبل ہی نظر آجاتا ہے۔چونکہ عام طور پر یہ ہوتا تھا کہ غروب آفتاب کے بعد کوئی نہ کوئی ستارہ نظر آہی جاتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے طلوع نجم کے الفاظ سے سورج چھپ جانے کے مفہوم کی تعبیر کردی۔اگر مغرب کے وقت کے سلسلے میں ستارہ نظر آجانے کا اعتبار کیا جاتا تو پھر یہ ضروری ہوتا کہ غروب آفتاب سے پہلے بھی ستارہ نظر آجانے کی صورت میں مغرب کی نماز ادا کرلی جائے کیونکہ بعض اوقات غروب آفتاب سے پہلے بھی ستارہ نظر آجاتے ہیں جبکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مغرب کی نماز کی ادائی درست نہیں ہوتی خواہ کوئی ستارہ کیوں نہ نظر آجائے۔اس لیے ستارے کے طلوع کے ساتھ مغرب کے وقت کا اعتبار ناقابل اعتبار ہوگیا۔

البتہ مغرب کے آخر وقت کے متعلق اہل علم کے درمیان اختلاف رائے ہے۔امام ابوحنیفہ،امام ابویوسف،امام محمد،امام مالک،زفر،ثوری اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ مغرب کے وقت کا بھی اول وآخر ہے جس طرح دوسری نمازوں کے اوقات کا ہے۔امام شافعی کا قول ہے کہ مغرب کا صرف ایک وقت ہے۔پھر اول وآخر کے قائلین کے درمیان اس کے آخر وقت کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ہمارے اصحاب، ثوری اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ اس کا آخر وقت غروب شفق ہے۔پھر شفق میں اختلاف ہے۔امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ شفق سفیدی کو کہتے ہیں۔امام ابویوسف،امام محمد،ابن ابی لیلیٰ،امام مالک،ثوری،حسن بن صالح اور امام شافعی کا قول ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے۔امام مالک کا قول ہے کہ مغرب اور عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے۔شفق کے بارے میں سلف کے ہاں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ سفیدی کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ شفق سرخ کو کہتے ہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شفق سرخی کو کہتے ہیں۔ابویعقوب نے،یوسف بن شعیب المؤذن سے انہوں نے روایت بیان کی،انہیں ابوعمران موسیٰ بن القاسم العصار نے اور حسین بن الفرج البزار نے،انہیں ہشام بن عبیداللہ نے ،انہیں ہیاج نے اس راوی سے جس نے انہیں عطاء خراسانی سے روایت کی،انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ شفق سرخی کو کہتے ہیں۔ہشام نے کہا ہمیں ابوسفیان نے العمری سے،انہوں نے نافع سے،انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرخی کا نام شفق ہے۔ہشام نے کہا ہمیں محمد بن الحسن نے ثور بن یزید سے انہوں نے مکحول سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا،حضرت عبادہ الصامت رضی اللہ عنہ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز سرخی غائب ہوجانے کے بعد پڑھتے تھے یہ دونوں حضرات اس سرخی کو شفق سمجھتے تھے(19)۔اس طرح ان حضرات سے شفق بمعنی سرخی منقول ہے۔ جن حضرات سے شفق بمعنی سفیدی منقول ہے ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العزیز شامل ہیں۔ہمیں یوسف بن شعیب نے روایت بیان کی ،انہیں ولید بن مسلم نے،انہیں عنبسہ بن سعید الکلاعی نے،انہیں قتادہ نے سعید بن المسیب سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر ارسال کی تھی کہ شفق کا غائب ہوجانا عشاء کے وقت کی ابتدا ہے۔اور شفق کا غائب ہونا اس وقت ہوتا ہے جب افق میں سفیدی نظر آتی ہے

اور پھر یہ سفیدی غائب ہو جاتی ہے یہی عشاء کے وقت کی ابتدا ہے۔ ہشام کہتے ہیں ہمیں ابو عثمان نے خالد بن یزید سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے اسماعیل بن عبید اللہ نے، انہوں نے عبد الرحمن بن غنم سے، انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ شفق سفیدی کا نام ہے۔ ہشام نے کہا کہ ہمیں محمد بن الحسن نے اس راوی سے روایت بیان کی ہے جس نے حضرت عمر بن العزیزؒ سے روایت کی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے شفق سفیدی کو کہتے ہیں۔ اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مغرب کے وقت کی ابتدا غروب آفتاب کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کے وقت کی انتہا غروب شفق کے ساتھ ہوتی ہیں۔

مغرب کے وقت کا اول و آخر ہے۔ نیز اس کے وقت کی تحدید صرف نماز پڑھنے کے فعل کے ساتھ نہیں ہوتی اس پر ارشاد باری تعالیٰ (أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل) نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے کے چھا جانے تک، یہ دلالت کرتا ہے۔ ہم نے سلف میں سے ان حضرات کا قول نقل کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دلوک بمعنی غروب ہے اور لفظ میں اس معنی کا احتمال موجود ہے اس لیے آیت کے الفاظ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مغرب کے وقت کا اول و آخر موجود ہو اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ (إلى غسق الليل) غایت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (غسق الليل) تاریکی کے اجتماع اور اس کے گہرے ہو جانے کو کہتے ہیں۔ اس لیے آیت کی دلالت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر تاریکی کے اجتماع اور اس کے گہرے ہونے تک ہے۔ اس بات میں ان حضرات کے قول کے ناقابل اعتبار ہونے کی دلیل موجود ہے جو مغرب کے لیے صرف ایک وقت کے قائل ہیں جس کی تحدید نمازی کے فعل صلاۃ سے ہوتی ہے۔

اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مغرب کے وقت کی ابتدا غروب آفتاب کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کے وقت کی انتہا غروب شفق کے ساتھ ہوتی ہے۔

علقمہ بن مرثد نے سلیمان بن بریدہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے فرمایا، ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ آپ نے مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھی پھر دوسرے دن غروب شفق سے قبل مغرب کی نماز پڑھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی یہی ذکر ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مغرب کے وقت کا اول و آخر ہے۔ عبد الباقی بن قانع نے روایت بیان کی ہے، انہیں معاذ بن المثنی نے، انہیں محمد بن کثیر نے، انہیں ہمام نے قتادہ سے، انہوں نے ابو ایوب سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب شفق غائب نہ ہو جائے مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ عروہ بن الزبیر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو مغرب کی نماز میں دو طویل سورتوں یعنی انعام اور اعراف میں سے طویل تر سورت المص (سورۃ اعراف) کی قراءت کرتے ہوئے سنا ہے۔ یہ

چیز امتداد وقت پر دلالت کرتی ہے، اگر مغرب کے وقت کی تحدید تین رکعتوں کی ادائی کے ساتھ کی جاتی تو مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھنے والا نمازی اس نماز کو اس وقت سے مؤخر کر دینے والا قرار پاتا۔

شفق کے معنٰی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اہل علم میں شفق کے معنٰی میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ کچھ نے کہا کہ یہ سرخی ہے اور کچھ نے کہا کہ یہ سفیدی ہے تو اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ شفق کا اسم ان دونوں معنوں پر مشتمل ہے اور لغت میں اس سے یہ دونوں معانی مراد ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو سلف نے اس لفظ کے یہ معنٰی بیان نہ کیے ہوتے کیونکہ ان حضرات کو اسموں کے لغوی اور شرعی معانی کا پورا پورا علم تھا۔ ثعلب نحوی کے غلام ابو عمر نے ہمیں بتایا کہ ایک مرتبہ کسی نے ثعلب سے شفق کے معنٰی پوچھے اس نے جواب میں کہا سفیدی کو شفق کہتے ہیں۔ سائل کہنے لگا کہ سرخی کے معنٰی پر سفیدی کے معنٰی کے مقابلے میں شواہد زیادہ ہے۔ ثعلب یہ سن کر کہنے لگے کہ کسی دلیل یا شاہد کی وہاں ضرورت پڑتی ہے جہاں لفظ کے معنٰی میں خفا ہو۔ جہاں تک شفق بمعنٰی سفیدی کا تعلق ہے تو وہ لغت میں اس قدر واضح اور مشہور ہے کہ اسے کسی شاہد یا لغوی دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(غسق الليل) کا مفہوم:

ارشاد باری تعالیٰ (أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل) نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے وقت رات کے اندھیرے کے چھا جانے تک۔ بھی اسی معنٰی پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ دلوک کا اسم غروب آفتاب پر محمول ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے غسق اللیل کو اس غایت اور انتہا قرار دیا ہے۔ (غسق الليل) کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد تاریکی کا اجتماع ہے۔ اور یہ بات اسی وقت ہوتی ہے جب سفیدی غائب ہو جاتی ہے کیونکہ جب تک سفیدی باقی رہتی ہے اس وقت تک تاریکی افق میں بکھری ہوئی شکل میں ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مغرب کا وقت سفیدی کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ شفق سے مراد سفیدی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (غسق الليل) غروب آفتاب کو کہتے ہیں تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت کے مطابق دلوک کے معنٰی غروب آفتاب کے ہیں۔ اب یہ تو ناممکن ہے کہ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دلوک بمعنٰی غروب آفتاب ہے تو (غسق الليل) بھی غروب آفتاب کے معنوں پر محمول ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ (أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل) نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے وقت رات کے اندھیرے کے چھا جانے تک۔ میں دلوک وقت کی ابتدا اور (غسق الليل) کو اس کی انتہا اور آخر قرار دیا گیا ہے، یہ بات ناممکن ہے کہ جس وقت کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا قرار دیا ہو اسی وقت کو غایت اور انتہا بھی قرار دے۔ جب اصل صورت اس طرح ہے تو لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ اس راوی کو غلطی لگی ہے جس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (غسق الليل) بمعنٰی غروب آفتاب کی روایت کی ہے۔ اس

کے ساتھ یہ بات بھی اپنی جگہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ دلوک شمس کے معنیٰ غروب آفتاب کے ہیں اور غسق اللیل اس وقت کو کہتے ہیں جب شفق غائب ہو جائے۔ یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت کی تاویل کے سلسلے میں ثابت شدہ قول کی روشنی میں درست روایت ہے۔ لیث نے مجاہد سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دلوک شمس جب سورج ڈھل جائے اور غسق اللیل جب سورج غروب ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بعید نہیں کیونکہ دلوک کی تاویل میں ان سے یہ ثابت ہے کہ اس کے معنیٰ زوال شمس کے ہیں۔ تاہم امام مالک نے داؤد بن حصین سے روایت کی ہے، داؤد نے کہا کہ مجھے ایک خبر دینے والے نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ خبر دی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے غسق اللیل رات کے چھا جانے اور اس کی تاریکی کے گہرے ہو جانے کو کہتے ہیں۔ یہ بات اس چیز کی نفی کرتی ہیں ہے کہ غسق اللیل غروب آفتاب کا وقت بن جائے اس لیے کہ غروب کا وقت تاریکی کے اجتماع کا وقت نہیں ہوتا۔ آیت کے لفظ کے ساتھ ان مذکورہ معانی میں سے اجتماع ظلمت اور سفیدی غائب ہو جانے کے معنیٰ اولیٰ اور زیادہ مناسب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر غسق اللیل غروب آفتاب کے معنوں میں ہوتا تو وقت کے لیے مذکورہ غایت صرف رات کا وجود ہوتا۔ شفق بمعنیٰ سفیدی پر اس روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جسے بشیر بن ابو مسعود نے والد سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے دن عشاء کی نماز اس وقت ادا کی تھی جب افق تاریک ہو گیا تھا اور بعض دفعہ آپ اس نماز کو مؤخر کر کے پڑھتے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ جمع ہو جائیں۔ جو لوگ شفق بمعنیٰ سفیدی کے قائل ہیں وہ عروہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت عائشہ سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز اس وقت ادا کرتے جب افق میں یکسانیت ہو جاتی اور بعض دفعہ اسے مؤخر بھی کر دیتے تا کہ لوگوں کا اجتماع ہو جائے۔ جو لوگ شفق بمعنیٰ سرخی کے قائل ہیں وہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جسے ثور بن یزید نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کیے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیرے ساتھ نماز ادا کرو۔ آپ ﷺ نے پہلے دن شفق غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز ادا کی۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے سرخی غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز نہیں ادا کی تھی اس لیے ضروری ہو گیا کہ انہوں نے سفیدی مراد لی ہو۔ جس صحابی نے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے شفق غائب ہو جانے کے بعد عشاء کی نماز پڑھی تھی۔ ان کی یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے معارض نہیں، اس لیے کہ پہلی روایت کا مفہوم یہ ہو گا کہ آپ نے شفق بمعنیٰ سرخی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز ادا کی تھی۔ کیونکہ شفق کا اسم سرخی اور سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس لیے شفق بمعنیٰ سرخی لیا جائے تا کہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کی معارض نہ ہوں بلکہ ان میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے الفاظ یہ ہیں جب سورج غروب ہو جائے تو یہی مغرب کا وقت ہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مغرب کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک شفق کی تیزی اور جوش ختم نہ ہو جائے۔ ان

حضرات کا کہنا ہے کہ اس روایت کی بنا پر شفق کو سرخی کے معنوں پر محمول کرنا واجب ہے۔

لیکن جو لوگ شفق بمعنٰی سفیدی کے قائل ہیں وہ اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ شفق پوری طرح غائب ہو جائے اور یہ سفیدی ہو گی اس لیے اس روایت کی اس پر دلالت ہو رہی ہے کہ شفق بمعنٰی سفیدی ہے سرخی نہیں ہے، کیونکہ شفق غائب ہو چکا ہے، کہنا اسی وقت درست ہوتا ہے جب سورج پوری طرح ڈوب چکا ہو۔ یہ نہ ہو کہ بعض حصہ ڈوب چکا ہو اور بعض حصہ ابھی ڈوبنے والا ہو۔ جو لوگ شفق بمعنٰی سرخی کے قائل ہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سفیدی اور سرخی ایک ہی شفق نہیں ہوتیں بلکہ یہ دو شفق ہیں۔ شفق کا اسم ان دونوں میں سے اسے شامل ہو گا جو سب سے پہلے غائب ہوتا ہو۔ جس طرح فجر اول اور فجر ثانی یعنی صبح کاذب اور صبح صادق فجر کہلاتے ہیں حالانکہ یہ دونوں ایک فجر نہیں اس لیے فجر کا اسم علی الاطلاق دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ یہی حالت شفق کے اسم کی بھی ہے۔ شفق بمعنٰی سفیدی کے قائلین اس اثر دے بھی استدلال کرتے ہیں جس کی روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کی ہے، حضور ﷺ چاند کی تیسری تاریخ کو چاند غروب ہو جانے عشاء کی نماز ادا کرتے تھے۔ اس روایت کا ظاہر سفیدی کے غائب ہونے کے مفہوم کا مقتضی ہے۔ اس اثر پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ غروب قمر کے اوقات موسم سرما اور موسم گرما کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور چاند کی تیسری تاریخ کو چاند غروب ہو جانے کے بعد بھی سفیدی باقی رہ جانے میں کوئی امتناع نہیں ہوتا۔ اور اس میں یہ بھی گنجائش ہوتی ہے کہ غروب قمر سے پہلے ہی سفیدی غائب ہو چکی ہو (20)۔

عشاء کی نماز کا وقت:

عشاء کی نماز کا وقت شفق غائب ہو جانے کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ عشاء کا مستحب اور پسندیدہ وقت نسف شب تک رہتا ہے۔ ایک روایت میں تہائی رات گزرنے تک رہتا ہے۔ نصف شب کے بعد تک اسے مؤخر رکھنا مکروہ ہے اور فجر ثانی کے طلوع کے ساتھ عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ سفیان ثوری اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ عشاء کا وقت گروب شفق سے شروع ہو کر تہائی رات تک رہتا ہے اور اس کے وقت میں زیادہ سے زیادہ گنجائش نصف شب تک ہوتی ہے۔

نتائج:

1۔ نماز دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ اس لیے نماز کی ادائیگی کسی صورت بھی معاف نہیں ہے سوائے چند احکام کے۔

2۔ نماز کی ادائیگی وقت پر ہر صورت میں فرض ہے بے وقت نماز کی ادائیگی اللہ تعالی کو ناپسند ہے۔

3۔ احادیث نبوی ﷺ میں اور صحابہ کرام سے نماز کے اوقات واضح طور پر ثابت ہیں۔ اس لیے نماز کو بر وقت ادا کرنا چاہئے۔

References

[1]. surrah Alnisa,Ayat:103

[2] . surrah Alnisa,Ayat:78

[3] . Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,Safa,64
[4] .surrah Kaf,Ayat:39
[5] . surrah Ta ha,Ayat:130
[6]. Sahi Bukhari,Hadees Numbr,3887
[7] .Sahi Bukhari,Hadees Numbr,7247
[8]. Musnif ibn abi shaiba,ljd2,safa288,Hadees numbr: 9069
[9]. Sunan Dar Qutni,jld3,safa129,Hadees numbr:1040
[10]. surrah Al Room,Ayat:18
[11] . Sahi Ibn Haban,jld4,safa nmbr337, Hadees Numbr:143
[12]. Musnif ibn abi shaiba,ljd1,safa281,Hadees numbr:3222
[13]. Sahi Bukhari,Hadees Numbr,6504
[14] .Sunan Dar Qutni,jld 1,safa,473,Hadees Numbr:991
[15]. Musnif Abdul Razaq,jld1,safa numbr,548,Hadees Numbr:2073
[16.] Ibid.
[17] Sahi Ibn Haban ,jld4,safa,337,Hadees numbr: 1473
[18] Sunan Behqi,jld 1,safa368,Hadees numbr: 1792
[19] Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,Safa, 83
[20] Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,Safa, 90